مسلمان جب قادیانیوں اور مرزائیوں کو قادیانی، مرزائی کہتے ہیں تو قادیانی چڑتے ہیں اور آگ بگولہ ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں قادیانی یا مرزائی مت کہا کرو بلکہ ہمیں احمدی کہو کہ ہم احمدی ہیں ۔اس لفظ احمدی سے مراد ان کی مرزا غلام قادیانی ہوتا ہے کیوں کہ قادیانی عقیدہ کے مطابق مرزا قادیانی کذاب کو یہ لوگ حضرت احمد کہتے ہیں ۔اسی وجہ سے ان لوگوں کی کوشش ہوتی ہے کہ اپنے آپ کو احمدی کہلوایا جائے ۔ اب ہم آپ کے سامنے ایسے دلائل پیش کر رہے ہیں کہ جن کوئی مرزائی بھی جھٹلا نہیں سکتا کیونکہ ان مرزائیوں کے بابے بزرگ اپنے آپ کو بڑے شوق سے مرزائی کہلواتے رہے ہیں اور اس وقت کے مسلمان بھی ان کو مرزائی کے نام سے جانتے تھے آئیے قادیانی کتب کے اصل سکین ملاحظہ فرمائیں اور جب کسی مرزائی سے گفتگو ہو تو یہ حوالہ جات لازمی دیں۔

تیار کردہ: مفتی سید مبشر رضا قادری، مہتمم جامعہ ختم نبوت گوجرانوالہ

وٹس ایپ نمبر +92-3247448814

کس نے پوچھا تھا کہ میں مرزا کادیانی کی امت کو "مرزائی" کیوں کہتا ہوں؟ تو پیش ہے جواب.. یہ ایک نظم کا حصہ ہے جس میں لفظ "پکے مرزائی" بولا گیا ہے...

بدر

BADR — QADIAN

قادیان ضلع گورداسپور

آن مسیح دور آخر یعنی آخر زمان

جلد — نمبر

۲۰ ذی الحجہ ۱۳۲۴ھ علی صاحبہا التحیۃ والسلام مطابق ۱۷ جنوری ۱۹۰۷ء

ایڈیٹر محمد صادق عفی اللہ عنہ

ہدیہ قاسم

یعنی وہ نظم جو میر قاسم علی صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ دہلی نے بتقریب جلسہ سالانہ پیش کی

یہاں اک اور عالم باعمل اور جوان صالح ہیں — کہ جن سے آج امریکہ کو ہے پوری شناسائی

وہ ایل ایل بی ہیں اور ایم اے اڈیٹر ہیں رسالہ کے — جنہوں نے آج یورپ کو ہے حق کی راہ دکھلائی

کیا ہے راز طشت از بام جس نے حیثیت کا — یہی وہ ہیں یہی وہ ہیں یہی ہیں پکے مرزائی

پکے مرزائی

گئے۔ وہ حقہ پینے کے لئے بیٹھے ہی تھے کہ مرزا امام الدین نے کہنا شروع کیا انسان کو کام وہ کرنا چاہیے جس سے اُسے کوئی فائدہ ہو۔ تم جو اتنی دور سے پیدل سفر کر کے آئے ہو (کیونکہ ان کے پیر کا حکم تھا کہ تم چونکہ دادا پیر کے پاس جا رہے ہو اس لئے پیدل جانا ہوگا) بتاؤ تمہیں یہاں آنے سے کیا فائدہ ہوا؟ ایمان انسان کو عقل بھی دے دیتا ہے بلکہ عقل کو تیز کر دیتا ہے کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد ان میں سے ایک نَومسلم کہنے لگا کہ ہم پڑھے لکھے تو ہیں نہیں اور نہ ہی کوئی علمی جواب جانتے ہیں اصل بات یہ ہے کہ آپ کو بھلے مانس مرید ملے نہیں اس لئے آپ چوہڑوں کے پیر بن گئے ہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ ہمیں کیا ملا؟ آپ مرزا صاحب کی مخالفت کر کے مرزا سے چوہڑے بن گئے اور ہم مرزا صاحب کو مان کر چوہڑوں سے مرزا ہو گئے۔ لوگ ہمیں مرزائی مرزائی کہتے ہیں یہ کتنا بڑا فائدہ ہے جو ہمیں حاصل ہوا۔ اب دیکھو یہ کیسی مشابہت ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رشتہ داروں کی باتوں میں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رشتہ داروں کی باتوں میں۔

مرزا علی شیر صاحب جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سالے اور مرزا فضل احمد صاحب کے خسر تھے انہیں لوگوں کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس جانے سے روکنے کا بڑا شوق تھا۔ راستہ میں ایک بڑی لمبی تسبیح لے کر بیٹھ جاتے، تسبیح کے دانے پھیرتے رہتے اور منہ سے گالیاں دیتے چلے جاتے بڑا لٹیرا ہے، لوگوں کو لُوٹنے کے لئے دُکان کھول رکھی ہے۔ بہشتی مقبرہ کی سڑک پر دارالضعفاء کے پاس بیٹھے رہتے۔ اُس وقت یہ تمام زمین زیر کاشت ہوتی تھی۔ عمارت کوئی نہ تھی۔ بڑی لمبی سفید داڑھی تھی سفید رنگ تھا۔ تسبیح ہاتھ میں لئے بڑے شاندار آدمی معلوم ہوتے تھے اور مغلیہ خاندان کی پوری یادگار تھے۔ تسبیح لئے بیٹھے رہتے جو کوئی نیا آدمی آتا اُسے اپنے پاس بُلا کر بٹھا لیتے اور سمجھانا شروع کر دیتے کہ مرزا صاحب سے میری قریبی رشتہ داری ہے آخر میں نے کیوں نہ اُسے مان لیا۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ میں اُس کے حالات سے اچھی طرح واقف ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ یہ ایک دُکان ہے جو لوگوں کو لُوٹنے کے لئے کھولی گئی ہے۔ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ باہر سے پانچ بھائی آئے غالباً وہ چک سکندر ضلع گجرات کے رہنے والے تھے۔ اب تو لوگ

نہیں انکا انکار بھی کفر نہیں؟ میرے خیال میں میں اور اکثر عقلمند مرزائی یہ نہیں مانتے کو تمام مساوی ہیں۔ کفر دون کفر کے قائل ہیں۔"

(نور الدین ۵۔ جولائی ۱۹۰۷ء)

باب ششم

اس باب میں چند اعتراضوں کا مختصراً جواب دیا جاویگا جو خلافت کے مخالفین کی طرف سے مسئلہ کفر کے متعلق ہم پر ہوتے ہیں:۔

پہلا اعتراض جو وہ لوگ پیش کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے بعض کتابوں میں یہ لکھا ہے کہ میرا انکار کرکے کوئی شخص کافر نہیں ہوجاتا؟ مثلاً وہ لوگ کہا کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے تریاق القلوب صفحہ ۱۳۰ پر لکھا ہے:۔ "میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہوسکتا ہاں ضال اور جادہ صواب سے منحرف ضرور ہوگا اور میں اُس کا نام بے ایمان نہیں رکھتا ہاں ایسے سب لوگوں کو ضال اور جادہ صواب سے دور سمجھتا ہوں جو اِن سچائیوں سے انکار کرتے ہیں جو خدائے تعالیٰ نے میرے پر کھولی ہیں..... لیکن میں کسی کلمہ گو کا کافر نام نہیں رکھتا جب تک وہ میری تکفیر اور تکذیب کرکے اپنے تئیں خود کافر نہ بنالیوے۔"

سو اسکا **جواب** یہ ہے کہ بے شک ایک وقت حضرت صاحب نے ایسا لکھا کہ میرے انکار سے کوئی کافر نہیں ہوتا مگر بعد میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو الہاماً اس عقیدہ سے بدل دیا جیسا کہ آپ عبد الحکیم خاں کو لکھتے ہیں کہ:۔ "بہر حال جبکہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جسکو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں اور خدا کے نزدیک قابلِ مواخذہ ہے تو یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ اب میں ایک شخص کے کہنے سے جس کا دل ہزاروں تاریکیوں میں مبتلا ہے خدا کے حکم کو چھوڑ دوں۔"

دوسرے یہ کہ حضرت صاحب یہ تو ہمیشہ ہی لکھتے آئے ہیں کہ بموجب حدیث صحیحہ مجھے کافر کہنے والا خود کافر ہوجاتا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ حضرت صاحب کو کون کافر کہتا ہے قرآن کریم

ہیں - اور وہ مبتدع امام ہی ہو - کہ نہیں - اور اصح الکتب والے رحمہ اللہ بعض الناس کہہ کر کیپر زدیں مارتے ہیں اور وہ بعض الناس امام ہیں کہ نہیں - ایک اور فرماتے ہیں کہ مرزا کو مجموعہ انبیا بناتا ہو حالانکہ اس کا جواب کیسا صاف ہے - کہ مرزا کو نہیں - غلام احمد کو - گو کس طینت انسان ہو تو بھی جب وہ ناپاک پر بیٹھے ہے - شیریں حصہ پر توجہ کرے -

فقرہ نہم

ہمارا آریہ سماج سے کیا اختلاف ہے - کہ وہ تمام دنیا کے مذاہب سے زیادہ تر اسلام کے اور اسلام میں سے مرزایوں کے خطرناک دشمن ہیں - اوّل ہم مسلمان اللہ تعالے کو ارواح - مادہ اور اسکے اجزا، اور انکے گن کرم سبھاؤ کا خالق مانتے ہیں - اور آریہ سماج باایں ہمہ تعالیٰ کو سرب شکتیمان (وہ کسی کا محتاج نہیں - اور باایں کہ دیانند جی نے بہت جگہ مانا ہے - کہ یہ اشیاء جن کا ذکر ہم نے کیا ہے - پئے ہو کر سامرتھ یعنی الٰہی طاقت میں ہماتی ہیں مانتے ہیں - اور پھر بھی ارواح و مادہ عالم کو غیر مخلوق کہتے ہیں - دوسرا اختلاف ہمارا ان سے یہ ہے کہ وہ جناب الٰہی کو دیالو اور کرپالو (دکھیا) والا تو مانتے ہیں - مگر باایں عفو و درگذر اور شفاعت کے منکر ہیں - تیسرا مسئلہ تناسخ کا اور چوتھا مسئلہ جس میں ہم ان سے الگ ہیں نبوت کا ہے - مگر وہ اس بات کے قائل ہیں کہ چار رشیوں کے سوا خدا کسی سے نہیں بولا - اور ہم اس تحدید کے قائل نہیں - پنجم ایک اخلاق مسئلہ **نیوگ** کا ہے وہ اسبات کو مانتے ہیں - کہ نطفہ کسی کا ہو - تو بیٹا کسی دوسرے کا حقیقۃً ہو سکتا ہے! بلکہ ہوتا ہے!! - اور ہم کہتے ہیں کہ جسکا تم بیٹا قرار دیتے ہو - نہ اسکے خدوخال اسمیں ہیں نہ وہ قویٰ نہ اسکا نطفہ نہ اسکے عادات اور یہ امر **اُست** ہے کیا - ہم خچر کو گھوڑے کا بچہ کیونکر کہہ سکتے ہیں - گو کہ گھوڑی ہی سے پیدا ہوا - ان امور خمسہ کے سوائے انکو ہم سے یا ہمکو اُنسے کیا اختلاف ہے - یہ تو دیانند جی اور اُنکے بعد آریہ مسافر اور تارک اسلام کی غلطی ہے کہ کہیں ہمارے خدا کو گالیاں دیں - جو انکا بھی وہی خدا ہے وغیرہ وغیرہ - میں تو انکی ان محنتوں کا شکریہ کرتا ہوں جو انہوں نے شرک کے خلاف کیں - ہاں ایک چھٹا اختلاف بھی ہے کہ میں عملی طور پر برہمن سے لیکر چنڈال تک سید اور متقی سے لیکر رنڈیوں تک سب کا سچے دل اور پریم سے علاج کرتا اور انکا بھلا چاہتا ہوں - اور آریہ سماج عملی طور پر مسلمانوں کو بہت ستاتی اور دکھ دیتی ہے - اسکا ثبوت میں نے خود دکلا میں اپنی ذات پر تجربہ کیا ہے - حالانکہ میرے ایسے وکیلوں پر حقوق تھے -

فقرہ دہم

آریہ سماج سے مباحثہ مشکل بھی ہے - اور آسان بھی - آسان تو اسلیئے ہے کہ حق حقیقت اور ست اپنے ساتھ خود ایک روشنی اور صداقت رکھتا ہے - خدا تعالےٰ اور استبازوں کی کتابیں اللہ تعالےٰ کا انتظام قدرت حقیقی سائنس سچا فلسفہ پاک وجدان اور فطرت سلیمہ حق کے پیچھے

تجھے علماء سے مل گیا تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ پھر تجھے تیرا پیش کردہ نشان دکھلا دوں گا اور اگر نہ ملا تو تیرے جھوٹ کی یہ سزا تجھے کافی ہے کہ تیری ہی قوم کے نامی علماء نے تیری تکذیب کی اور ہماری طرف سے یہ پیشگوئی یاد رکھو کہ نامی علماء جیسے نذیر حسین دہلوی اور رشید احمد گنگوہی ہرگز تجھے یہ فتویٰ نہیں دیں گے اگرچہ تو اُن کے سامنے روتا روتا مر بھی جائے اور ناظرین کو چاہیے کہ اِس شخص کا جو خدا کی شریعت میں تحریف اور تلبیس کرتا ہے پیچھا نہ چھوڑیں جب تک ایسا فتویٰ علماء کا پیش نہ کرے۔ کیونکہ وہ طریق جو نشان مانگنے میں اُس نے اختیار کیا ہے وہ خدا سے ہنسی اور ٹھٹھا ہے۔ یاد رہے کہ سب سے پہلے دنیا میں شیطان نے حضرت عیسیٰ سے بیت المقدس میں نشان مانگا تھا اور کہا تھا کہ اپنے تئیں اس عمارت سے نیچے گرا دے اگر زندہ بچ رہا تو میں تجھ پر ایمان لاؤں گا مگر حضرت مسیح نے فرمایا کہ دور ہو اے شیطان کیونکہ لکھا ہے کہ خدا کا امتحان نہ کر۔ اس جگہ ایک پادری صاحب انجیل کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ درحقیقت وہ انسان ہی تھا جس نے حضرت مسیح سے اقتراحی نشان مانگا تھا اور حضرت مسیح نے خود اُس کا نام شیطان رکھا کیونکہ اُس نے خدا کو اپنی مرضی کا محکوم بنانا چاہا۔ پس انجیل کے اِس قصے کی رُو سے میاں عبد الحق کے لئے بھی بڑی خوف کی جگہ ہے جب انسان امانت سے بات نہیں کرتا تو اُس وقت شیطان کا محکوم ہوتا ہے گویا خود وہی ہوتا ہے چنانچہ آیت مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ [1] اِس کی شاہد ہے۔

﴿۳۱﴾

قولہ۔ مرزا اور مرزائیوں کو قیامت اور حساب اور جنت اور دوزخ پر ایمان نہیں دہریہ مذہب معلوم ہوتے ہیں کیونکہ جس کو قیامت پر ایمان ہوتا ہے وہ ایسا آزاد دھوکہ باز مفتری علی اللّٰہ وعلی الرسول وعلی الناس نہیں ہوتا۔

[1] الناس: ۷

سے بھی **نشان** ظاہر ہوئے۔ اور آسمان سے بھی اور دوستوں میں بھی اور دشمنوں میں بھی اور کوئی مہینہ شاذ و نادر اس سے خالی جاتا ہوگا کہ کوئی نشان ظاہر نہ ہو۔ اور اب بھی **فوق العادت نشان** کا وعدہ ہے جس کا نام **قیامت خیز** زلزلہ رکھا گیا ہے جو دنیا کو وہ ہاتھ دکھائے گا جس کو کبھی دنیا نے دیکھا نہیں ہوگا۔ پس اگر خدا کا خوف ہے تو کیوں کچھ عرصہ تک صبر نہیں کیا جاتا۔ یہ زلزلہ محض اس لئے ہوگا کہ تا خدا صادق کے صدق کو ظاہر کرے اور انسانوں کو موقع دے کہ وہ **راستی** کو ایک چمکتے ہوئے نشان کے ساتھ دیکھ لیں اگرچہ اس کے بعد ایمان لانا کچھ بہت قابلِ عزت نہیں ہوگا۔ مگر تاہم قبول کرنے والے اس رحمت سے حصہ لیں گے جو ایمان داروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔

قولہ: کیا احمد بیگ کی لڑکی کا قصہ مرزائی الہامات کی رونق کو دُور نہیں کرتا؟

اقول ۔ اے معترض صاحب! کیا پہلے بیہودہ اعتراضات کی ندامت آپ کے لئے کچھ تھوڑی تھی کہ اس لغو اعتراض کی ندامت کا بھی آپ نے حصہ لے لیا۔ اب آپ کان کھول کر سنیئے کہ اس پیشگوئی کے دو حصہ تھے اور دونوں شرطی تھے۔ ایک حصہ شرطی طور پر احمد بیگ کی وفات کے متعلق تھا۔ یعنی اس میں یہ پیشگوئی تھی کہ اگر وہ خدا تعالیٰ کی قرارداد شرطوں کا پابند نہ ہو تو تین برس پورے ہونے سے پہلے ہی فوت ہو جائے گا۔ اور نہ صرف وہی بلکہ اس کے ساتھ اور کئی موتیں اس کے اقارب کی ہوں گی۔ پس چونکہ وہ شوخی کی راہ سے کسی شرط کا پابند نہ ہو سکا اس لئے خدا نے اس کو میعاد پوری ہونے سے پہلے ہی اس جہان سے اُٹھا دیا اور کئی موتیں اور بھی ساتھ ہوئیں۔ مگر دوسرا حصہ پیشگوئی کا جو احمد بیگ کے داماد کی نسبت تھا اُس میں اس وجہ سے تاخیر ڈال دی گئی کہ باقی ماندہ لوگوں نے شرط کے مضمون سے اپنے دلوں میں خوف پیدا کیا اور بہت ڈرے اور یہ بات ہر ایک کی سمجھ میں آسکتی ہے کہ اگر دو شخص کی موت کی نسبت کوئی پیشگوئی ہو۔ اور ایک اُن میں سے میعاد کے اندر مر جائے تو طبعاً دوسرے کے دل میں خوف پیدا ہو جاتا ہے۔ ﴿۲۵﴾

جھوٹھ کا بازار تھوڑے روز ہے
بعد اس کے حسرت دلسوز ہے
اب بھی مرزائیو ذرا حق سے ڈرو
زندگی میں جلد تر توبہ کرو
دین محمد کی کرو تم پیروی
ہاتھ آوے دو جہاں میں خسروی
جب خدا کا قہر ہو تم پر نزول
پھر نہ مرزا مہدی ہوگا نہ رسول
بھول جائیں گے یہ سب قالا وقول
ہیں دلائل سب شریعت سے فضول
صرف اس کی عقل کا طومار ہے
عیش و عشرت کے لئے یہ کار ہے
جو طریقہ اُس نے ہے جاری کیا
کس پیمبر یا ولی نے یہ کہا
عورتیں بیگانہ کو ہمراہ لیا
باغ میں لے جا کے اُس نے یہ کہا
چھوڑ دو مُنہ کھلے اپنے تم نسا
ہاتھ میں لے ہاتھ کرتے چھچھا
اورکرتے کام ہیں وہ ناروا
پھر یہ لوگوں نے اسے مہدی کہا
یا الٰہی جلد تر انصاف کر
جھوٹ کا دنیا سے مطلع صاف کر

(لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین)

﴿۵۰﴾

یہ شعر ہیں جن میں سے بہت گندے شعر میں نے نکال دیئے ہیں کیونکہ وہ سخت گندے اور بے حیائی کے مضمون تھے مگر جیسا کہ ان شعروں کے مصنّف نے جناب الٰہی میں دعا کی تھی کہ وہ انصاف کرے اور جھوٹ کا مطلع صاف کرے ایسا ہی خدا نے جلد تر انصاف کر دیا اور ان شعروں کے لکھنے کے چند روز بعد یعنی بعد تصنیف ان شعروں کے وہ شخص یعنی عبد القادر طاعون سے ہلاک ہوگیا۔ مجھے اُس کے ایک شاگرد کے ذریعہ سے یہ دستخطی تحریر اس کی مل گئی اور نہ وہ صرف اکیلا طاعون سے ہلاک ہوا بلکہ اور بھی اس کے بعض عزیز طاعون سے مر گئے ایک داماد بھی مر گیا۔ پس اس طرح پر اس کے شعر کے مطابق جھوٹ کا مطلع صاف ہوگیا۔

افسوس کہ یہ لوگ آپ جھوٹ بولتے ہیں اور آپ گستاخ ہو کر تہمتیں لگاتے اور شریعت نبویہ کی رو سے حد قذف کے لائق ٹھہرتے ہیں پھر بھی کچھ پرواہ نہیں کرتے۔ یہ ہیں علماء فضلاء یعنی اس زمانہ کے ان لوگوں کے دلوں میں کچھ ایسی شوخی اور لاپروائی ہے کہ جب ایک شخص خدا تعالیٰ

کیتھولک کافر کہتے ہیں اور تم ان کو کافر کہتے ہو اور ڈوئی سب کو کافر کہتا ہے میرے پاس تو خدا کی گواہی ہے اور اس کے نشانات ہیں نہ کسوف و خسوف تھا۔ نہ جماعت تھی' نہ اس کی ترقی تھی نہ طاعون تھی یہ سب باتیں مجھے قبل از وقت بتلائی گئیں اس ملک پر اتفاقاً افلاس کا سخت صدمہ آیا اور اس وجہ سے بہت سے بھوکے اور خبیث طبع لوگ جو نرے روٹی کے طالب تھے اس عیسائی فرقہ میں چند روپیوں کے لالچ میں شامل ہو گئے

اب یہ معلوم ہوتا ہے کہ دانیال اور حزقیل نبی کی کتابوں سے یہ پایا جاتا ہے کہ یہ ایک آخری جنگ ہے جو کہ شیطان کی لڑائی کہلاتی ہے اور خود شیطان نے تو لڑائی کرنی نہیں بلکہ انہی لوگوں کے ذریعہ سے ہو رہی ہے پس ایسی لڑائیوں سے یہ ہمارے مخالفین کو خنثیٰ بنا دیویں گے اور آخر بات ہم پر ہی آکر پڑے گی ان ہمارے مخالفوں کا یہ مذہب ہے کہ کلمتہ اللہ اور روح اللہ خالق اور مسِ شیطان سے بری اور آسمان سے دوبارہ دنیا میں واپس آنے والا یہ سب صفات حضرت مسیح ہی میں ہیں۔کمبخت اخدا جانے کہاں کے کہاں چلے جاتے ہیں پھر کہتے ہیں

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

پھر یہ مصرعہ تو حضرت مسیح کے بارہ میں لکھنا چاہئے نہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان لوگوں کے خیال کے موافق آنحضرتؐ تو قتل دجال سے دست بردار ہو گئے کیونکہ مسیح نے آکر جو قتل کرنا ہوا اور اول حصہ بھی مسیح کا ہوا اور آخر حصہ بھی مسیح کا۔

ابتداء میں کلمہ تھا اور کلمہ خدا کا کلام تھا وغیرہ وغیرہ یہ سب الحاقی عبارتیں ہیں ان کے پاس الحاقی عبارتیں ہوئیں اور ہماری پاس اصل۔ آخر پر ان کا یہی جواب ہوتا ہے کہ مرزائیوں سے بات نہ کرو ایک درخت کی چھوٹی اور کمزور شاخ تو ایک چڑیا کو بھی ناز سے اپنے اوپر بٹھا لیتی ہے لیکن اگر اس کے اوپر مور بیٹھنا چاہے تو ایک سیکنڈ کے لئے برداشت نہیں کر سکتی۔

زمانہ اور قرائن کے لحاظ سے دیکھو کہ جو باتیں تم مسیح پر چسپاں کرتے ہو وہ پورے طور پر ہم پر چسپاں ہوتی ہیں قیمتی پیشگوئیاں آمد ثانی پر تھیں وہ سارے کا سارا تھیلا ہم نے چھین لیا۔ آمدِ اول میں تو ساری ذلت اور مار کھانے والی پیشگوئیاں ہیں اور جلال اور عظمت والی تو آمدِ ثانی پر تھیں جو کہ ہم کو ملیں۔

ایک تفسیری نکتہ

عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ (الزخرف : ۸۶) پر حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ :-

یہ بات واقعی ہے اور قرآن پاک سے بھی ثابت ہے کہ ساعۃ سے اس جگہ مراد یہودیوں کی

اندرونی مخالفوں کا ذکر

اندرونی مخالفوں کی حالت پر فرمایا کہ :-
اگر یہ کوئی تحریر نہیں کرتے تو دس بارہ آدمی مل کر آویں کہ ہمیں حق کی طلب ہے اور آدمیت کی بحث کریں جس میں چند ایک منصف مزاج بھی موجود ہوں اور تمام باتوں پر سنجیدگی سے غور کریں کہ حقیقت کھل جاوے مگر یہ لوگ ایسی بات کبھی نہیں چاہتے دراصل یہ لوگ اب سرد ہو گئے ہیں اپنی حفاظتوں کو مقدم رکھ رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ کوئی ان (مرزائیوں) سے نہ ملے۔ ان کو جانے دو۔

پھر مولوی غلام قادر صاحب بھیروی کے ذکر از کار دیگر احباب کرتے رہے کہ وہ وہابیوں کے سخت دشمن ہیں بلکہ ایک دفعہ میاں نجم الدین نے جب آپ کی بیعت کی تو اس نے طعنہ مارا کہ دیکھو تم نے وہی بات مانی جو ہم منواتے تھے اور اس نے حضور کی مخالفت میں کبھی نہ قلم اٹھایا نہ زبان کھولی بلکہ وہ اس سلسلہ کو اسلئے پسند کرتا تھا کہ وہابیوں کی خوب خبرلی۔

پیشہ وروں کی ناز نمائی پر فرمایا کہ :-
یہ لوگ ناز نمائی بغیر رہ نہیں سکتے ضرور کرتے ہیں۔

قبل و بعد از نماز مغرب

وَسِّعْ مَكَانَكَ

مغرب کی اذان سے پیشتر ہی حضرت اقدس بالائی مسجد میں تشریف لے آئے اور جس مکان کی خر کے متعلق حضور نے کشتی نوح میں اشتہار دیا ہے اس کا ذکر کرتے رہے کہ :-
توسیع مکان کی بہت ضرورت ہے جہاں تک ہو سکے جلدی فیصلہ کرنا چاہئے۔

پھر اذان ہوئی اور نماز ادا کر کے حضرت اقدس حسب معمول شہ نشین پر جلوہ افروز ہوئے۔ ایک خط اخبار عام کے کار پردازوں کی طرف سے حضرت اقدس کی خدمت میں آیا تھا جس کا راقم ایک شخص رحمت مسیح نامی بٹالہ سے تھا اس خط میں لکھا تھا کہ قادیان میں سخت طاعون پھوٹی ہے دھڑا دھڑ لوگ مر رہے ہیں مرزا صاحب کی جماعت بھی بہت طاعون سے تباہ ہو چکی ہے خود مرزا صاحب بھی مبتلائے طاعون ہیں وغیرہ وغیرہ۔

اخبار عام نے اس خط کو بجنسہٖ حضرت اقدس کے پاس تصدیق کے لئے روانہ کر دیا تھا اس کا

مبارک قدموں میں جاگزیں ہیں۔ ان کو ایک شادی کی تقریب میں شمولیت کے واسطے (ساتھ لے جانے کے واسطے) ایک دو احباب سیالکوٹ سے تشریف لائے تھے مگر خدا تعالیٰ نے جو عشق اور محبت مولوی صاحب کو حضرت اقدس کے ساتھ عطا کیا ہے وہ ایک پل کے واسطے بھی ان مبارک قدموں سے جدائی کی اجازت نہیں دیتا بلکہ اس کا اثر یہ ہے کہ جب کوئی احمدی بھائی قادیان آکر پھر رخصت طلب کرتے ہیں تو مولوی صاحب کی اُن کو یہی نصیحت ہوتی ہے کہ اس مقام کو اتنی جلدی نہ چھوڑو۔ دیکھو تمہارے اوقات دنیوی کاروبار میں کس قدر گذرتے ہیں۔ اگر اس کا ایک عشر عشیر بھی تم دین کے واسطے یہاں گذارو تو تم کو پتہ لگے اور آنکھ کُھلے کہ یہاں کیا ہے جو ہمیں ایک پل کے واسطے علیحدہ نہیں ہونے دیتا۔ غرضیکہ مولوی صاحب موصوف نے سیالکوٹ جانے سے انکار کیا اور وہی بات اس وقت حضرت اقدس کے سامنے پیش ہوئی۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ:-

قادیان دارالامان

اس مقام کو خدا تعالیٰ نے امن والا بنایا ہے اور متواتر کشوف والہامات سے ظاہر ہوا ہے کہ جو اس کے اندر داخل ہوتا ہے وہ امن میں ہوتا ہے تو اب ان ایام میں جبکہ ہر طرف ہلاکت کی ہوا چل رہی ہے اور گو کہ طاعون کا زور اب کم ہے مگر سیالکوٹ ابھی تک مطلق اس سے خالی نہیں ہے اس لیے اس جگہ کو چھوڑ کر وہاں جانا خلاف مصلحت ہے۔

آخر کار یہ تجویز قرار پائی کہ جن صاحب کی شادی ہے وہ اور لڑکی کی طرف سے اس کا ولی ایک شخص وکیل ہو کر یہاں قادیان میں آجاویں اور یہاں نکاح ہو۔ حضرت صاحب کی دُعا بھی ہوگی اور خود مولوی عبد الکریم صاحب کیا بلکہ حضرت اقدس علیہ السلام بھی اس تقریبِ نکاح میں شامل ہو جاوینگے۔

جس لڑکے کے رشتہ کی یہ تقریب تھی اس کا رشتہ اوّل ایک ایسی جگہ ہوا ہوا تھا جو کہ حضرت اقدس کی بیعت میں نہیں تھے اور جب یہ رشتہ قائم ہوا تھا تو اس وقت لڑکا بھی شاملِ بیعت نہ تھا۔ جب لڑکے نے بیعت کی تو لڑکی والوں نے اس لیے لڑکی دینے سے انکار کر دیا کہ لڑکا مرزائی ہے اس ذکر پر حضرت اقدس نے فرمایا کہ:-

اوّل اوّل یہ لوگ ایک دوسرے کو کافر کہتے تھے۔ سُنّی وہابیوں کی اور وہابی سُنّی کی تکفیر کرتا تھا مگر اب اس وقت سب نے موافقت کر لی ہے اور سارا کُفر اکٹھا کر کے گویا ہم پر ڈال دیا ہے۔

(البدر جلد ۲ نمبر ۲۳ صفحہ ۱۷۹ مورخہ ۲۶ رجون ۱۹۰۳ء)

معمولی سی بات ہے سابی پر تو ہمارے مذہب کا تمام دار و مدار ہے۔[1]

ایسے ہی دہلی میں جب مَیں گیا تھا تو بہت سے آدمی جمع ہو کر میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ حضرت عیسٰی زندہ موجود ہیں اور وہی دوبارہ آئیں گے۔ مَیں نے اُن سے کہا کہ اچھا یہ تو بتلاؤ کہ سوائے اس کے کہ کئی ہزار آدمی مرتد ہو گئے اور اس کا نتیجہ ہی کیا نکلا ہے اس پر وہ خاموش ہو گئے۔ تب مَیں نے کہا کہ اچھا اس نسخہ کا تو آپ لوگوں نے تجربہ کر لیا ہے یہ تو غلط نکلا۔ اب ہمارا نسخہ بھی چند روز استعمال کر کے دیکھو کہ نتیجہ کیا ہوتا ہے۔[2] اس پر ایک شخص اُٹھا اور کہنے لگا اسلام کی سچی خیر خواہی جیسی آپ کر رہے ہیں اور کوئی نہیں کر رہا۔ آپ بڑی خوشی سے اس کام میں لگے رہیں۔

موجودہ مسلمانوں کے غلط عقاید

غرض مسلمانوں کی عجیب حالت ہو رہی ہے۔ بات بات میں پیچھے۔ جگہ جگہ پر شکست۔ ان کے نزدیک ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو فوت ہو گئے ہیں مگر عیسٰیؑ زندہ ہیں اور (نعوذ باللہ) ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو مسّ شیطان سے پاک نہیں تھے مگر عیسٰی پاک تھا اور پھر بے باپ تھا تو عیسٰی، پرندوں کا خالق تھا تو عیسٰی، مُردے زندہ کرتا تھا تو عیسٰی، آسمان پر چڑھ گیا تھا اور پھر دوبارہ نازل ہوگا تو عیسٰی۔ اب بتلاؤ سوائے مُرتد ہونے کے اس کا اور کیا نتیجہ ہو سکتا ہے؟ غرض عیسٰیؑ کی زندگی مُرتد کرنے کا آلہ ہے۔ جو لوگ عیسائی ہو جاتے ہیں تو وہ ایسی ایسی باتیں ہی سُن کر ہو جایا کرتے ہیں جنکا مَیں ذکر کر چکا ہوں۔

مرزائی ہیں تو کافر مگر آج عزت رکھ لی ہے

ایک دفعہ بشپ صاحب لاہور میں لیکچر دے رہے تھے اور اس قسم کی باتیں پیش کرتے تھے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) صاحب تو فوت ہو چکے ہیں اور ان کی مدینہ میں قبر موجود ہے۔ مگر یسوع مسیح کی نسبت خود مسلمان بھی مانتے ہیں کہ وہ آسمان پر زندہ موجود ہیں وغیرہ وغیرہ۔ اور پھر کہتے تھے مسلمانو۔ تم خود منصف بن کے دیکھ لو کہ آیا یہ باتیں سچی ہیں یا نہیں؟ تب ہمارے مفتی صاحب آگے بڑھے اور بشپ صاحب کو کہنے لگے کہ بتاؤ یہ باتیں

---

[1] بدر سے:۔ "اس نے کہا کہ اگر مسیح کے زندہ ہونے کا عقیدہ نہ ہو تو پھر سب عیسائی یکدم مسلمان ہو جائیں گے۔ ہمارے مذہب کی رُوح یہی بات ہے جب یہ نکل تو ہم بیجان ہو جائیں گے۔"
(بدر جلد ۷ نمبر اصفحہ ۹ مورخہ ۹ جنوری ۱۹۰۸ء)

[2] بدر سے:۔ "اب ہمارے نسخہ کو بھی آزما دیکھو کہ مسیح کی وفات ماننے میں اسلام کی زندگی اور صلیبی مذہب کی موت ہے یا نہیں۔" (بدر حوالہ مذکور)

قرآن شریف میں کہاں لکھی ہیں کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو مر گئے ہیں اور عیسیٰ آسمانوں پر زندہ ہیں۔ قرآن مجید میں تو صاف طور پر عیسیٰ کی موت لکھی ہے اور آیت فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي (المائدۃ: ۱۱۸) اسی بات کی شہادت دے رہی ہے کہ عیسیٰ فوت ہو چکے ہیں۔ تب بشپ صاحب سے اور تو کچھ بن نہ آیا گھبرا کر کہنے لگے "معلوم ہوتا ہے کہ تم مرزائی ہو" پھر اس کے بعد وہ لوگ جو وعظ سن رہے تھے باہر آکر کہنے لگے کہ "مرزائی ہیں تو کافر مگر آج تو عزت رکھ لی ہے۔"

رُوحانی ہتھیار اب ہمارے پاس ہیں

غرض یاد رکھنا چاہیئے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کو اقبال دیتا ہے تو ہتھیار بھی ساتھ ہی دیتا ہے۔ دیکھو جسمانی طور پر آجکل یورپ کا ہی بول بالا ہے مگر ہر ایک قسم کے عجیب عجیب ہتھیار بھی تو یورپ والوں نے ہی تیار کر رکھے ہیں یہانتک کہ اگر سُلطانِ رُوم کو بھی کسی ہتھیار کی ضرورت پڑتی ہے تو وہ بھی انہیں سے منگوا بھیجتا ہے۔ اسی طرح رُوحانی ہتھیار اب ہمارے ہاتھ میں ہیں[1]۔ اور جس کے ہاتھ میں ہتھیار نہیں وہ غلبہ کس طرح پا سکتا ہے۔

اب تم لوگ جہاں جاؤ گے کہو گے کہ عیسیٰ مر گیا اور اس کی وفات قرآن مجید میں موجود، احادیث صحیحہ میں موجود ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گواہی دی کہ میں نے معراج کی رات حضرت عیسیٰ کو مُردوں میں دیکھا اور خود مر کر دکھا دیا کہ مجھ سے پہلے جتنے نبی آتے رہے ہیں وہ سب کے سب فوت ہو چکے ہیں۔

یہ اور ایسے ہی کئی قسم کے اَور بھی چمکتے ہوئے دلائل خدا تعالیٰ نے تم لوگوں کے ہاتھوں میں دے دیئے ہیں جن کو سُنکر مخالفوں کا ناک میں دم آتا ہے۔

مسلمانوں نے اسلام کے ضعف کو سمجھا ہی نہیں

اصل میں مسلمانوں نے اسلام کے ضعف کو سمجھا ہی نہیں۔ ایک شخص (عبدالحکیم) ہے جو بیس برس تک میرا مُرید رہا ہے اور ہر طرح سے میری تائید کرتا رہا ہے اور میری سچائی پر اپنی خوابیں سُناتا رہا ہے۔ اب مُرتد ہو کر اس نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام اس نے میری طرف منسوب کر کے کانا دجّال رکھا ہے۔ لیکن اصلی بات یہ ہے کہ اس کو اس بات کی خبر ہی نہیں ہے کہ اسلام کا کیا حال ہو رہا ہے۔ جن لوگوں کے دھوکوں اور فریبوں سے آئے دن لوگ اسلام سے مُرتد ہو رہے ہیں وہ تو اس کے نزدیک دجّال نہیں ہیں اور ان کا ذکر تک

---

[1] بدر سے:- "خدا تعالیٰ نے ہمیں رُوحانی ہتھیار دیئے ہیں یہ خدا تعالیٰ کا خاص فضل ہے۔ جو قوم بے ہتھیار ہوتی ہے ضرور ہے کہ وہ تباہ ہو جائے۔ یاد رہے کہ ہتھیاروں سے مُراد رُوحانی قوتیں اور دلائل قاطعہ ہیں۔ ظاہری سامان کی مذہب کے معاملہ میں ضرورت نہیں۔ دیکھو۔ اگر مسیح کی وفات کا ہتھیار نہ ہوتا تو تم ان کے سامنے بات بھی نہ کر سکتے۔" (بدر جلد ۷ نمبر ۱ صفحہ ۹ مورخہ ۹ جنوری ۱۹۰۸ء)

قرآن شریف سے کوئی ثابت نہ کرسکے گا۔ دیکھو یہی لفظ توفی کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں قرآن شریف نے بولا ہے۔ اِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِىْ نَعِدُهُمْ اَوْنَتَوَفَّيَنَّكَ (یونس:۴۷) اور حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں بھی یہی لفظ توفی ہی آیا ہے تَوَفَّنِىْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِىْ بِالصّٰلِحِيْنَ (یوسف: ۱۰۲)

اب جائے غور ہے کہ اوروں کے واسطے تو یہی لفظ موت پر دلالت کرے مگر حضرت عیسٰیؑ کے حق میں اگر آجاوے تو اس میں کچھ ایسی تاثیر پیدا ہوجاتی ہے کہ اس کے معنے بجائے موت کے جسم عنصری سے آسمان پر چڑھ جانے کے ہوجاتے ہیں۔

سب سے پہلا اجماع جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ہوا وہ وفات عیسٰیؑ کے مسئلہ پر ہے۔ ایک دفعہ مفتی محمد صادق صاحب جو ایک بڑے مخلص آدمی ہیں ان کو ایک بشپ پادری سے زندہ رسول کے مسئلہ پر مباحثہ کرنے کا موقعہ ملا۔ جس کی تفصیل یہ ہے کہ لاہور میں ایک لارڈ بشپ نے ایک بڑے بھاری مجمع میں بیان کیا کہ مسلمانوں کا رسول (نعوذ باللہ) زندہ نبی کہلانے کا مستحق نہیں ہے زندہ نبی صرف حضرت عیسٰیؑ ہی ہیں۔ مسلمانوں کے رسول مدینہ میں مدفون اور مسیح زندہ آسمان پر خدا کے داہنے ہاتھ بیٹھا ہے۔ سب مسلمانوں کو مخاطب کرکے کہا کہ تم ہی سوچو اور فیصلہ کرو کہ افضل ان میں سے کون ہے؟ مسلمان بیچاروں کے پاس اس سوال کا کیا جواب تھا۔ اتفاق سے مفتی محمد صادق صاحب اس جلسہ میں موجود تھے۔ انہوں نے یہ حال دیکھ کر غیرت اسلامی کے تقاضا اور جوش سے اُٹھ کر کہا کہ میں آپ کے اس سوال کا جواب دیتا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے حضرت مسیح کی وفات کو بیان کرکے کہا کہ قرآن شریف میں حضرت مسیح کی حیات کا کہیں بھی ذکر نہیں۔ قرآن شریف ان کو بار بار انبیاء کی طرح وفات یافتہ قرار دے چکا ہے۔ یہ جواب سُن کر وہ بشپ چونک پڑا اور کوئی جواب اس سے بن نہ آیا۔ صرف یہ کہہ کر ٹال دیا کہ معلوم ہوتا ہے تم مرزائی ہو۔ ہم تم سے گفتگو نہیں کرتے۔ ہمارے مخاطب عام مسلمان ہیں۔ اس واقعہ نے ہمارے دشمنوں کے دلوں پر بھی اثر کیا اور اندر ہی اندر وہ ملزم ہوگئے اور ان کو یقین ہوگیا کہ آج اگر کوئی عیسائیوں پر غالب آسکتا ہے تو وہ یہی فرقہ ہے اور لوگوں نے متفق اللفظ ہوکر یہ کہا کہ اگرچہ ہیں تو یہ کافر مگر آج اسلام کی عزت انہی لوگوں نے رکھ لی ہے۔

صداقت کے زبردست نشانات

فرمایا کہ:۔ قربان جایئے ایسے کُفر کے جو اسلام کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کا باعث ہو۔